ٱلطَّارِق At-Tariq

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from the word *at-Tariq* in its first verse.

Period of Revelation

The style of its subject matter resembles that of the earliest Surahs revealed at Makkah, but this Surah was sent down at a stage when the disbelievers of Makkah were employing all sorts of devices and plans to defeat and frustrate the message of the Quran and Muhammad (peace be upon him).

Theme and Subject Matter

It discuses two themes: first that man has to appear before God after death; second, that the Quran is a decisive word which no plan or device of the disbelievers can defeat or frustrate.

First of all, the stars of the heavens have been cited as an evidence that there is nothing in the universe which may continue to exist and survive without guardian over it. Then man has been asked to consider his own self as to how he has been brought into existence from a mere sperm drop and shaped into a living human being. Then it has been said that the God, who has so brought him into existence, has certainly the power to create him once again, and this resurrection will be for the purpose to subject to scrutiny all the secrets of man which remained hidden in the world. At that time, man will neither be able to escape the consequences of his deeds by his own power, nor will anyone else come to his rescue.

In conclusion, it has been pointed out that just as the falling of rain from the sky and the sprouting of plants and crops from the earth is no child's play but a serious task, so also the truths expressed in the Quran are no jest but a firm and unchangeable reality. The disbelievers are involved in the misunderstanding that their plans and devices will defeat the invitation of the Quran, but they do not know that Allah too is devising a plan which will bring to naught all their scheming and planning. Than in one sentence the discourse has been summed up, with a word of consolation to the Prophet (peace be upon him) and a tacit warning to the disbelievers, saying: Have patience for a while: let the

disbelievers do their worst. Before long they will themselves realize whether they have been able to defeat the Quran by their scheming or the Quran has dominated them in the very place where they are exerting their utmost to defeat it.

نام

پہلی ہی آیت کے لفظ الطارق کو اس کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

اس کے مضمون کا اندازِ بیاں مکۂ معظمہ کی ابتدائی سورتوں سے ملتا جلتا ہے، مگر یہ اس زمانے کی نازل شدہ ہے جب کفارِ مکہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو زک دینے کے لیے ہر طرح کی چالیں چل رہے تھے۔

موضوع اور مضمون

اس میں دو مضمون بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ انسان کو مرنے کے بعد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ دوسرے یہ کہ قرآن ایک قولِ فیصل ہے جسے کفار کی کوئی چال اور تدبیر زک نہیں دے سکتی۔

سب سے پہلے آسمان کے تاروں کو اس بات کی شہادت میں پیش کیا گیا ہے کہ کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ایک ہستی کی نگہبانی کے بغیر اپنی جگہ قائم اور باقی رہ سکتی ہو۔ پھر انسان کو خود اس کی اپنی ذات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ کس طرح نطفے کی ایک بوند سے اس کو وجود میں لایا گیا اور جیتا جاگتا انسان بنا دیا گیا۔ اس کے بعد فرمایا گیا کہ جو خدا اس طرح اسے وجود میں لایا ہے وہ یقیناً اس کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، اور یہ دوبارہ پیدائش اس غرض کے لیے ہوگی کہ انسان کے ان تمام رازوں کی جانچ پڑتال کی جائے جن پر دنیا میں پردہ پڑا رہ گیا تھا۔ اس وقت اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے سے انسان نہ اپنے بل بوتے پر بچ سکے گا اور نہ کوئی اس کی مدد کو آسکے گا۔

خاتمۂ کلام پر ارشاد ہوا ہے کہ جس طرح آسمان سے بارش کا برسنا اور زمین سے درختوں اور فصلوں کا اگنا کوئی کھیل نہیں بلکہ ایک سنجیدہ کام ہے، اسی طرح قرآن میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں وہ بھی کوئی ہنسی مذاق

نہیں ہے بلکہ پختہ اور اٹل باتیں ہیں۔ کفار اس غلط فہمی میں ہیں کہ ان کی چالیں اس قرآن کی دعوت کو زک دے دیں گی، مگر انہیں خبر نہیں ہے کہ اللہ بھی ایک تدبیر میں لگا ہوا ہے اور اس کی تدبیر کے آگے کفار کی چالیں سب دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ پھر ایک فقرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تسلی اور درپردہ کفار کو یہ دھمکی دے کر بات ختم کر دی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا صبر سے کام لیں اور کچھ مدت کفار کو اپنی سی کر لینے دیں، زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ انہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ان کی چالیں قرآن کو زک دیتی ہیں یا قرآن اُسی جگہ غالب آ کر رہتا ہے جہاں یہ اُسے زک دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
1. By the heaven and the night comer.	قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔	وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾
2. And what do you know what is the night comer.	اور کیا تمکو معلوم کیا ہے رات کو نمودار ہونے والا۔	وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾
3. The star, piercing bright.	وہ تارا ہے چمکنے والا۔	النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾
4. There is not any soul but over it is guardian. *1	نہیں کوئی جان مگر اسپر ہے نگہبان۔ *1	اِنۡ کُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡہَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾

*1 A Guardian: Allah Almighty Himself, who is looking after and watching over every creature, big or small, in the earth and heavens. He it is who has brought everything into existence, who is maintaining and sustaining everything in its place and position, and who has taken the responsibility

to provide for every creature and to protect it from calamities till an appointed time. On this, an oath has been sworn by the heaven and by every star and planet which appears in the darkness of the night. (Although lexically, *an-najm ath-thaqib* is singular, it does not imply any one star but the star in the generic sense). The oath signifies that the existence of each star (among the countless stars and planets that shine in the sky at night) testifies to the fact that there is a Being who has created it, illuminated it, suspended it in space, and thus is watching over it in a manner that neither it falls from its place nor collides with any other of the countless stars in their movements, nor does any other star collide with it.

1*نگہبان سے مراد خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی دیکھ بھال اور حفاظت کر رہی ہے، جس کے وجود میں لانے سے ہر شے وجود میں آئی ہے، جس کے باقی رکھنے سے ہر شے باقی ہے، جس کے سنبھالنے سے ہر شے اپنی جگہ سنبھلی ہوئی ہے، اور جس نے ہر چیز کو اس کی ضروریات بہم پہنچانے اور اُسے ایک مدت مقررہ تک آفات سے بچانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس بات پر آسمان کی اور رات کی تاریکی میں نمودار ہونے والے ہر ستارے اور سیارے کی قسم کھائی گئی ہے (النجم الثاقب کا لفظ اگرچہ لغت کے اعتبار سے واحد ہے، لیکن مراد اُس سے ایک ہی تارا نہیں بلکہ تاروں کی جنس ہے)۔ یہ قسم اِس معنی میں ہے کہ رات کو آسمان میں یہ بے حدوحساب ستارے اور سیارے جو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا وجود اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ کوئی ہے جس نے اُسے بنایا ہے، روشن کیا ہے، فضا میں معلق رکھ چھوڑا ہے، اور اس طرح اس کی حفاظت و نگہبانی کر رہا ہے کہ نہ وہ اپنے مقام سے گرتا ہے، نہ بے شمار تاروں کی گردش کے دوران میں وہ کسی سے ٹکراتا ہے اور نہ کوئی دوسرا تارا اس سے ٹکراتا ہے۔

فَلۡيَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ	تو دیکھنا چاہیے انسان کو کس چیز	5. Then let man see from what he

is created. *2

سے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ *2

*2 After inviting man to ponder over the heavens, he is now being invited to consider his own self and see how he has been created, who is it who selects one spermatozoon from among billions of spermatozoa emitted by the father and combines it at some time with one ovum out of a large number of the ova produced by the mother, and thus causes a particular human being to be conceived? Then, who is it who after conception develops it gradually in the mother's womb until it is delivered in the form of a living child? Then, who is it who in the mother's womb itself brings about a certain proportion and harmony between its bodily structure and its physical and mental capabilities? Then, who is it who watches over it continuously from birth till death, protects it from disease, accidents and calamities and provides him with countless means of life and opportunities for survival in the world of which he is not even conscious, not to speak of having the power to provide these for himself. Is all this happening without the planning and supervision of One God?

*2 عالمِ بالا کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب انسان کو دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ خود ذرا اپنی ہستی ہی پر غور کرلے کہ وہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔ کون ہے جو باپ کے جسم سے خارج ہونے والے اربوں جرثوموں میں سے ایک جرثومے اور ماں کے اندر سے نکلنے والے بکثرت بیضوں میں سے ایک بیضے کا انتخاب کر کے دونوں کو کسی وقت جوڑ دیتا ہے اور اس سے ایک خاص انسان کا استقرارِ حمل واقع ہو جاتا ہے؟ پھر کون ہے جو استقرار حمل کے بعد سے ماں کے پیٹ میں درجہ بدرجہ اُسے نشوونما دے کر اُسے اس حد کو پہنچاتا ہے کہ وہ ایک زندہ بچے کی شکل میں پیدا ہوتا ہے، پھر کون ہے جو رحم مادر ہی میں اس کے جسم کی ساخت اور اس کی جسمانی و

ذہنی صلاحیتوں کا تناسب قائم کرتا ہے؟ پھر کون ہے جو پیدائش سے لے کر موت کے وقت تک اس کی مسلسل نگہبانی کرتا رہتا ہے؟ اسے بیماریوں سے بچاتا ہے۔ حادثات سے بچاتا ہے۔ طرح طرح کی آفات سے بچاتا ہے۔ اس کے لیے زندگی کے اتنے ذرائع بہم پہنچاتا ہے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے لیے ہر قدم پر دنیا میں باقی رہنے کے وہ مواقع فراہم کرتا ہے جن میں سے اکثر کا اُسے شعور تک نہیں ہوتا کجا کہ وہ انہیں خود فراہم کرنے پر قادر ہو۔ کیا یہ سب کچھ ایک خدا کی تدابیر اور نگرانی کے بغیر ہو رہا ہے؟

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾	پیدا کیا گیا ہے پانی سے اچھلتے ہوئے۔ *3	6. He is created from a fluid gushing forth. *3

*3 "A fluid gushing forth" means ejaculation of semen (maain) carrying the sperm (*nutfa*), one of the minute, usually actively motile gametes-a mature male reproductive cell in semen, which serves to fertilize the female ovum. Sperms are produced by testes. Each testes has 800 small tubules and each tube about 2 feet long, semeniferous tubules which produce sperms about 200-300 million every day. There are 2 valves around urethra. Both are tightly closed to hold and store semen before its expulsion. The inner valve stays tightly closed to prevent backward ejaculation into the urinary bladder and the outer valve intermittently contracts and relaxes 3-7 times along with surrounding muscles contraction to generate force for propelling the semen out (*dafiqin*). (Ref. Spinal Cord Medicine, Demos Medical Publishing Inc. New York USA, Chapter 26, Page 354).

*3 اصل میں صلب اور ترائب کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ صلب ریڑھ کی ہڈی کو کہتے ہیں، اور ترائب کے معنی ہیں سینے کی ہڈیاں، یعنی پسلیاں۔ چونکہ عورت اور مرد دونوں کے مادہ تولید انسان کے اُس دھڑ سے

خارج ہوتے ہیں جو صلب اور سینے کے درمیان واقع ہے، اس لیے فرمایا گیا کہ انسان اُس پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یہ مادّہ اُس صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے جبکہ ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں، اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ انسان کے پورے جسم سے خارج ہوتا ہے۔ درحقیقت جسم کے اعضاء رئیسہ اِس کے ماخذ ہیں، اور وہ سب آدمی کے دھڑ میں واقع ہیں۔ دماغ کا الگ ذکر اس لیے نہیں کیا گیا کہ صلب دماغ کا وہ حصہ ہے جس کی بدولت ہی جسم کے ساتھ دماغ کا تعلق قائم ہوتا ہے (نیز ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبر۴، صفحہ نمبر۵۸۳)۔

يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآٮِٕبِؕ ﴿۷﴾	جو نکلتا ہے بیچ میں سے پیٹھ اور پسلیوں کے۔ *4	7. Emerging from between the back bone and the ribs. *4

*4 *Sulb* is the backbone (vertebral column) and *taraib* the ribs. There are 12 pairs of ribs. Of them, 7 pairs are called true ribs as each of them is attached between the vertebra (backbone) and the sternum (breast bone), and the remaining 5 are called false ribs as they are also attached to the vertebral column but not to sternum. Ejaculation is a highly complex process which requires smooth coordination of multiple sections of the nervous system. Mechanism of emission and propulsions is caused by 2 spinal cord centers. The spinal cord is 43-45 cm long and is continuation of brain tissue and occupies its place in the center of upper spinal bony vertebral column. It is the proper functioning, integrity and continuity of these 2 spinal cord centers located between vertebrae (*sulb*) and ribs (*taraib*) connecting spinal cord and sex organs along with the valves around urethra by the nerves which are responsible for ejaculation. (Ref. Spinal Cord Medicine,

Demos Medical Publishing Inc. New York USA, Chapter 2, Page 16).

*4 یعنی جس طرح وہ انسان کو وجود میں لاتا ہے اور استقرارِ حمل کے وقت سے مرتے دم تک اس کی نگہبانی کرتا ہے، یہی اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ وہ اُسے موت کے بعد پلٹا کر پھر وجود میں لا سکتا ہے ۔ اگر وہ پہلی چیز پر قادر تھا اور اُسی قدرت کی بدولت انسان دنیا میں زندہ موجود ہے، تو آخر کیا معقول دلیل یہ گمان کرنے کے لیے پیش کی جا سکتی ہے کہ دوسری چیز پر وہ قادر نہیں ہے ۔ اِس قدرت کا انکار کرنے کے لیے آدمی کو سرے سے اِس بات کا انکار کرنا ہوگا کہ خدا اُسے وجود میں لایا ہے، اور جو شخص اس کا انکار کرے اس سے کچھ بعید نہیں کہ ایک روز اُس کے دماغ کی خرابی اُس سے یہ دعویٰ بھی کرادے کہ دنیا کی تمام کتابیں ایک حادثہ کے طور پر چھپ گئی ہیں، دنیا کے تمام شہر ایک حادثہ کے طور پر بن گئے ہیں، اور زمین پر کوئی اتفاقی حادثہ ایسا ہوگیا تھا جس سے تمام کارخانے بن کر خود بخود چلنے لگے ۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی تخلیق اور اس کے جسم کی بناوٹ اور اس کے اندر کام کرنے والی قوتوں اور صلاحیتوں کا پیدا ہونا اور اس کا ایک زندہ ہستی کی حیثیت سے باقی رہنا اُن تمام کاموں سے بدرجہا زیادہ پیچیدہ عمل ہے جو انسان کے ہاتھوں دنیا میں ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔ اتنا بڑا پیچیدہ عمل اِس حکمت اور تناسب اور تنظیم کے ساتھ اگر اتفاقی حادثہ کے طور پر ہو سکتا ہو تو پھر کونسی چیز ہے جسے ایک دماغی مریض حادثہ نہ کہہ سکے؟

8. Surely He, to return him, is Able. *5	بیشک وہ اسکو لوٹا دینے پر قادر ہے۔ *5	اِنَّهٗ عَلٰی رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ ﴿۸﴾

*5 That is, His bringing man into existence and watching over him from the time conception takes place until death, is a clear proof that He can create him once again after death. If He had the power to create him in the first instance and man stays alive in the world by His power alone, what rational arguments can be presented for the conjecture that He does not have the power to do the same

thing a second time? To deny this power man will even have to deny that God has brought him into existence, and the one who denies this may well come out one day with the claim that all books in the world have been printed accidentally, all cities of the world have been built accidentally, and there has occurred on the earth an explosion by chance which made all the factories start functioning automatically. The fact is that the creation of man, the structure of his body, the existence of the powers and capabilities working within him, and his survival as a living being all this is a much more complex process than all those works that have come to be accomplished through man, or are still in the process of being accomplished. If such a complex work with such wisdom, proportion and order could be accomplished just through a chance accident, what else could not be regarded as accidental by a mentally deranged person?

5*پوشیدہ اسرار سے مراد ہر شخص کے وہ اعمال بھی ہیں جو دنیا میں ایک راز بن کر رہ گئے، اور وہ معاملات بھی ہیں جو اپنی ظاہری صورت میں تو دنیا کے سامنے آئے مگر اُن کے پیچھے جو نیتیں اور اغراض اور خواہشات کام کر رہی تھیں، اور ان کے جو باطنی محرکات تھے اُن کا حال لوگوں سے چھپا رہ گیا۔ قیامت کے روز یہ سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا اور جانچ پڑتال صرف اِسی بات کی نہیں ہوگی کہ کس شخص نے کیا کچھ کیا، بلکہ اس بات کی بھی ہوگی کہ کس وجہ سے کیا، کس غرض اور کس نیت اور کس مقصد سے کیا۔ اسی طرح یہ بات بھی ساری دنیا سے، حتٰی کہ خود ایک فعل کرنے والے انسان سے بھی مخفی رہ گئی ہے کہ جو فعل اس نے کیا اُس کے کیا اثرات دنیا میں ہوئے، کہاں کہاں پہنچے، اور کتنی مدت تک چلتے رہے۔ یہ راز بھی قیامت ہی کے روز کھلے گا اور اِس کی پوری جانچ پڑتال ہوگی کہ جو بیج کوئی شخص دنیا میں بو گیا تھا اس کی فصل کس کس شکل میں کب تک کٹتی رہی اور کون کون اسے کاٹتا رہا۔

9. A Day when will be scrutinized the secrets. *6	اسدن جب جانچے جائیں گے راز *6 ۔	يَوۡمَ تُبۡلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾

*6 The hidden secrets: the acts of every person which remained a secret to the world as well as those affairs which came before the world only in their apparent form, but the intentions, aims and secret motives working behind them remained hidden from the people. On the Resurrection Day all this will be laid bare and not only will the acts and deeds of every person be examined but it will also be seen what was his motive and intention and object of so acting. Likewise, it also remained hidden from the world, even from the doer of the act himself, what effects and influences of his act appeared in the world, to what extent they spread and for how long they continued to work. This secret will also be revealed on the Resurrection Day and it will be fully examined as to what were the consequences of the seed that a person sowed in the world, what fruit it bore and for how long it affected the later generations for better or for worse.

*6آسمان کے لیے ذات الرجع کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ رَجع کے لغوی معنی تو پلٹنے کے ہیں، مگر مجازاً عربی زبان میں یہ لفظ بارش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ بس ایک ہی دفعہ برس کر نہیں رہ جاتی بلکہ بار بار اپنے موسم میں اور کبھی خلافِ موسم پلٹ پلٹ کر آتی ہے اور وقتاً فوقتاً برستی رہتی ہے۔ ایک اور وجہ بارش کو رجع کہنے کی یہ بھی ہے کہ زمین کے سمندروں سے پانی بھاپ بن کر اٹھتا ہے اور پھر پلٹ کر زمین ہی پر برستا ہے۔

10. Then he will not have any	تو نہ ہو گا اس کا کوئی زور اور نہ	فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ

power, nor helper.	مددگار۔	﴿١٠﴾
11. By the sky that sends down (rain). *7	قسم ہے آسمان کی جو برساتا ہے (مینہ)۔	وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ﴿١١﴾

*7 The words *dhat ar-raje* have been used for the sky. Literally *raje* means to return, but metaphorically this word is used for the rain in Arabic, for rain does not fall just once, but returns over and over again in the season and sometimes out of season as well. Another reason for calling the rain *raje* is that water rises as vapor from the oceans of the earth and then falls back as rain on the same earth.

*7 یعنی جس طرح آسمان سے بارشوں کا برسنا اور زمین کا شق ہو کر نباتات اپنے اندر سے اُگلنا کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ ایک سنجیدہ حقیقت ہے، اُسی طرح قرآن مجید جس چیز کی خبر دے رہا ہے کہ انسان کو پھر اپنے خدا کی طرف پلٹنا ہے، یہ بھی کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں ہے بلکہ ایک دو ٹوک بات ہے، ایک سنجیدہ حقیقت ہے، ایک اٹل قولِ حق ہے جسے پورا ہو کر رہنا ہے۔

12. And the earth that splits.	اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے۔	وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ﴿١٢﴾
13. Indeed, this is a statement, decisive.	بیشک یہ ہے ایک کلام فیصلہ کن۔	اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ﴿١٣﴾
14. And it is not an amusement. *8	اور نہیں ہے یہ کوئی مذاق۔ *8	وَّمَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ ﴿١٤﴾

*8 That is, just as the falling of rain from the sky and the splitting of the earth to put out shoots is no jest but a serious reality, so also the news which the Quran gives that man has to return to his God is no jest but a definite and

decisive reality and an unchangeable truth which has to be fulfilled.

8*یعنی یہ کفار اِس قران کی دعوت کو شکست دینے کے لیے طرح طرح کی چالیں چل رہے ہیں۔ اپنی پھونکوں سے اِس چراغ کو بجھانا چاہتے ہیں۔ ہر قسم کے شبہات لوگوں کے دلوں میں ڈال رہے ہیں۔ ایک سے ایک جھوٹا الزام تراش کر اِس کے پیش کرنے والے نبی پر لگا رہے ہیں تاکہ دنیا میں اُس کی بات چلنے نہ پائے اور کفر و جاہلیت کی وہی تاریکی چھائی رہے جسے چھانٹنے کی وہ کوشش کر رہا ہے۔

15. Indeed, they are plotting a plot. *9	بیشک وہ چل رہے ہیں ایک چال۔ *9	اِنَّھُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا ۙ﴿۱۵﴾

*9 That is, these disbelievers are devising every kind of plan to defeat the invitation of the Quran; they wish to blow out this candle; they are creating all sorts of doubts In the people’s minds; they are inventing false accusations against the Prophet (peace be upon him) who has brought it, so as to frustrate his mission in the world and perpetuate the darkness of ignorance and unbelief which he is struggling so hard to remove.

9*یعنی میں یہ تدبیر کر رہا ہوں کہ اِن کی کوئی چال کامیاب نہ ہونے پائے، اور یہ آخر کار منہ کی کھا کر رہیں، اور وہ نور پھیل کر رہے جسے یہ بجھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

16. And I am devising a plan. *10	اور میں کر رہا ہوں ایک تدبیر۔ *10	وَّ اَکِیۡدُ کَیۡدًا ﴿ۚۖ۱۶﴾

*10 That is, I am planning that none of their devices should succeed so that they are utterly defeated in their designs, and the light which they are trying their utmost to put out, spreads far and wide.

10*نگہبان سے مراد خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی دیکھ بھال اور

حفاظت کر رہی ہے، جس کے وجود میں لانے سے ہر شے وجود میں آئی ہے، جس کے باقی رکھنے سے ہر شے باقی ہے، جس کے سنبھالنے سے ہر شے اپنی جگہ سنبھلی ہوئی ہے، اور جس نے ہر چیز کو اس کی ضروریات بہم پہنچانے اور اُسے ایک مدت مقررہ تک آفات سے بچانے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اس بات پر آسمان کی اور رات کی تاریکی میں نمودار ہونے والے ہر ستارے اور سیارے کی قسم کھائی گئی ہے (النجم الثاقب کا لفظ اگرچہ لغت کے اعتبار سے واحد ہے، لیکن مراد اُس سے ایک ہی تارا نہیں بلکہ تاروں کی جنس ہے)۔ یہ قسم اِس معنی میں ہے کہ رات کو آسمان میں یہ بے حد و حساب تارے اور سیارے جو چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر ایک کا وجود اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ کوئی ہے جس نے اُسے بنایا ہے، روشن کیا ہے، فضا میں معلق رکھ چھوڑا ہے، اور اس طرح اس کی حفاظت و نگہبانی کر رہا ہے کہ نہ وہ اپنے مقام سے گرتا ہے، نہ بے شمار تاروں کی گردش کے دوران میں وہ کسی سے ٹکراتا ہے اور نہ کوئی دوسرا تارا اس سے ٹکراتا ہے۔

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾	تو (اے نبی ﷺ) تم مہلت دو کافروں کو۔ مہلت دیدو ان کو تھوڑی۔ *11	17. So (O Prophet) give a respite to the disbelievers. Give them respite awhile. *11

*11 That is, leave them for a while to have their will. Before long the result will be before them and they will realize how far their scheming has become successful against my plan.

تو مہلت دیدوان کو تھوڑی تو نتیجہ ان کے سامنے جلد ہی آجائے گا